تپش سے چمڑہ مُر دار کا خشک ہو گیا اور پیٹ کا راستہ بند ہو گیا کوّا اندر کا اندر ہی رہا مگر پھر بھی وہ بڑا خوش ہوتا تھا۔ اب کسی کا فکر نہیں ہے، اپنے دل میں کہنے لگا کہ میرے جیسا سُکھی دُنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اتنے میں موسم برسات شروع ہو گئی اور زور شور کی بارشیں ہونے لگیں اور پانی سے وہ غار بالکل بھر گئی اور بھر کر پانی وہاں سے نکلا اُس پانی میں وہ چمڑا مردار کا بھی بہہ چلا وہاں سے ندی میں جا گرا۔ ندی میں تیرتا ہوا سمندر میں جا پڑا اور وہاں جا کر پانی کی نرمایش سے شکم کا منہ کُھل گیا اور کوّا فی الفور ہی نکل کر اُس کے اوپر بیٹھ گیا۔ چاروں طرف نظر دوڑاتا تھا سوائے پانی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ وہ ہوا میں اُڑ کر دیکھتا تھا مگر پانی کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ آخر تھک کر اُسی مردار پر بیٹھ جاتا تھا اور لہروں کی ترنگ دیکھتا تھا اور مچھلیوں اور مگر مچھ اور سنسار وغیرہ جانوروں کی کلول دیکھتا تھا مگر دل میں خوف بھی کھاتا تھا کہ کوئی مجھ کو نہ کھا جاوے۔ مگر لہو منہ کو لگا ہوا تھا اس سبب سے اُنکا کچھ خیال نہ کرتا تھا۔ اتنے میں ایک جہاز آیا اور ناخدا نے دیکھا کہ ایک کوّا حیران و پریشان مردار پر بیٹھا ہے اس لئے اُس کو آواز دی وہ فی الفور آ گیا۔ مگر دل میں خیال کرنے لگا ایسی چیز کا ملنا مشکل ہے پھر اُڑ کر اُسی مردار پر جا بیٹھا جہاز چلا گیا۔ پیچھے سے ایک

مچھ نے اُس چمڑے کو نگل لیا اور یہ کوّا پانی پر ادھر اُدھر اُڑنے لگا۔ اُڑتے اُڑتے دم ٹوٹ گیا، کوئی جگہ آرام کے لئے نہ ملی آخر میں بے بس ہو کر سمندر میں گر پڑا اُسی وقت ایک جانور نے کھالیا۔ اِس کا مقصد یہ ہے، یہ چاروں گتی، نرک، سُرگ، ترینچ (حیوان) اور انسان ہے اور کوّے کے مانند دُنیا کے جیو ہیں اور استری مانند مُردار کے ہے۔ جو ماس ہر روز کوّا کھاتا تھا۔ اُس کو مانند بھوگ استری کے جانو اور کوّا کے رشتہ داروں کو مانند گورو کے جانو جو سمجھاتے ہیں کہ بھوگوں میں مت غلطاں ہو، ورنہ دُکھ پاؤ گے، عیش میں غلطاں کچھ نہیں سمجھتا اور کسی کی بات نہیں مانتا۔ جو رستہ شکم کا بند ہو گیا تھا وہ ایسے جونو کہ دھرم کا راستہ بند ہو گیا اور پاپوں کی طرف زیادہ راغب ہو گیا بارش کو کرم جانو جس کے سبب سے پاپوں کا کھال بھر گیا۔ سنسار سمندر میں جا گرا جہاں کوئی کنارہ نظر نہیں آتا اور جلچر جیووں کو روگ، بجوگ وغیرہ جانو اور سودھرماسوامی کو ناخدا سمجھو جو کہ دھرم کا جہاز لیکر آئے ہوئے ہیں اور گیان روپی دوربین سے راستہ دکھا کر موکش پہونچا دیتے ہیں۔ جس اس موقعہ سے چوکا اُس کو موت مانند مچھ کے نگل جاتی ہے۔ کون ایسا بیوقوف ہے جو دیدہ و دانستہ سمندر میں گر کر مرے اب غافل مت ہو و یہ موقعہ پھر ہاتھ نہ آویگا یہ سُنکر

سمندر سری نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ دھن ہو آپ دھن ہو میں آپ کی کیا تعریف کروں میں تمہارے اوپر قربان ہوں آپ کو اِس وقت اصلی بیراگ کا رنگ چڑھا ہوا ہے اور آپ نے مجھ کو بھی بیراگ کا رنگ چڑھا دیا ہے میں لاجواب ہوں یہ کہکر خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر دوسری عورت جس کا نام پدم سری تھا سامنے آ کھڑی ہوئی اور عرض کی کہ مہاراج بغیر بولے کے کب مقصد پورا ہوگا بہت ضد نہ کرو ہمارا کلیجہ کانپتا ہے ایک دفعہ تو منہ سے بولئے ہماری عرض کو منظور کر لیجئے۔ جیسے رسوئی بغیر نمک کے اچھی نہیں ہوتی ہے ویسے یہ جوانی اور خوبصورتی بغیر خاوند کے کسی کام کی نہیں ہے۔ اے ہمارے پرانوں کے ایشر خاموشی کیوں اختیار کی ہے۔ ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے ہم تو بے قصور ہیں ہم سے بے انصافی کیوں کرتے ہو خاوند کا درجہ ایشر کے برابر ہوتا ہے۔ اب آپ کے سوائے کس کے روبرو پکار کریں۔ آپ بہت لالچ نہ کریں کیونکہ لالچی کا حال بُرا ہوتا ہے۔ جیسے ایک بندر کا حال ہوا تھا اور لالچ بس ہو کر بہت تکلیف اُٹھائی تھی۔ جمبو کمار نے کہا کہ سندری بندر کا حال سُناؤ کہ کس طرح اُس کے ساتھ ہوئی۔

مثال: ایک بن تھا جسکو نندن بن کہتے تھے۔ جو بہت لمبا چوڑا

تھا۔ جس میں بہت ہی زیادہ درخت لگے ہوئے تھے۔ وہ جنگل اس قدر گنجان تھا کہ اُس میں روشنی بھی کم نظر آتی تھی۔ میوہ دار درخت بکثرت تھے اور پھل پھول سے بھرا ہوا تھا۔ اُس میں نہایت بڑے تالاب اور کوئیں بنے ہوئے تھے۔ اُس میں بہت چرند اور پرند رہا کرتے تھے، جن میں ایک جوڑا بندر اور بندری کا بھی تھا۔ جو کہ اپنی مرضی کے مطابق کھیلتے اور کودتے تھے اور میوہ وغیرہ کھا کر بڑی خوشی سے گذارہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن آسمان سے ایک آواز ہوئی کہ جو جانور اس وقت اس باوڑی میں کود پڑیگا وہ انسان کی شکل میں ہو جاویگا۔ یہ آواز سُن کر بندر بندری کا جوڑا فی الفور اُس باوڑی میں کود پڑا، اُسی وقت وہ انسان کی شکل میں ہو گئے اور خوبصورتی میں دیوتا اور دیوی کی مانند ہو گئے۔ بندر بولا ایک دفعہ اور کودتا ہوں مجھ کو دھن دولت اور عمدہ اسباب مل جاویگا۔ بندری نے کہا کہ اب کودنا اچھا نہیں ہے کیونکہ زیادہ حریص خراب ہوتا ہے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

ے حرص راستہ است ہر سہ تہی

بندر نے کہا کہ نہیں ضرور جاؤنگا اور موقعہ کا فائدہ اُٹھاؤنگا۔ تو احمقنی ہے اس بات کو سمجھ نہیں سکتی ہے۔ یہ کہ کر فی الفور کود پڑا اور گرتے ہی

بندر کا بندر ہو گیا اور رونے لگا۔ روتے ہوئے اپنی عورت کے پاس آیا اور اُسکو کہا کہ تو بھی کود پڑ، مگر عورت نے کہا کہ میں تیرے جیسی بیوقوف نہیں ہوں، جو انسان سے حیوان ہو جاؤں۔ بندر مایوس ہو کر ہاتھ پر ہاتھ ملنے لگا اور دل میں پچھتانے لگا۔ اتنے میں ایک راجہ گھوڑے پر سوار شکار کھیلتا ہوا اُس جگہ آنکلا اور عورت کو مادر زاد برہنہ دیکھ کر اُس سے پوچھنے لگا کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا کہ پہلے اپنا دوپٹہ مجھے دے دو اُس سے اپنا بدن ڈھانپ کر پھر اپنا سارا حال سناؤنگی۔ راجہ نے اپنی چادر اُسکو دے دی۔ عورت نے کپڑا لپیٹنے کے بعد حال جیسا ہوا تھا لفظ بہ لفظ سُنا دیا۔ راجہ سُن کر اُس کو اپنے پیچھے گھوڑے پر چڑھا کر اپنے محلوں میں لے گیا۔ بندر کا کچھ زور نہ چلا دیکھتا رہ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بندر کو ایک قلندر نے پکڑ لیا اور اُسکو بھوکا پیاسہ رکھ کر کھیل سکھانے لگا۔ اگر وہ نہ سیکھتا تھا تو اُس کو مار پیٹ کرتا تھا۔ غرض کہ اس طرح سے بندر بہت جلدی چند کھیل سیکھ گیا۔ یعنی ناچنا اور روسنا اور جُھک کر سلام کرنا اور ہاتھ میں کاسہ (کٹورہ) لیکر لوگوں سے پیسہ پیسہ مانگنا۔ قلندر گاؤں گاؤں شہر در شہر بندر کو لئے پھرتا تھا اور کھیل دکھا کر اوقات بسر کرتا تھا۔ ایک دن اُس شہر میں قلندر جا پہنچا جہاں بندری عورت ہو کر چلی گئی تھی۔ راجہ کے